



پیش: 10 روپے

The image features a large, stylized Arabic calligraphy of the phrase "الله أكبر" (Allah is Greatest). The letters are written in a flowing, artistic script. The top line is primarily blue with white outlines, while the bottom line is primarily red with white outlines. The calligraphy is set against a vibrant yellow background.



فقر کا دشمن نہ کریں

اخلاص شہر

بہارِ مدینہ

خراماں ہو اے رہ گزارِ مدینہ
 کہ دنیا میں پھلیے بہارِ مدینہ
 ہوا مر کے آخر غبارِ مدینہ
 ہزار آفریں جاں شارِ مدینہ
 مبارک غریب الدیارِ مدینہ
 کہ پیشِ نظر ہے مزارِ مدینہ
 مجھے غم نہیں لاکھ منزل کھٹکن ہو
 کہ ہیں پیش رو شہسوارِ مدینہ
 ہوائے مدینہ مرے دل کی ٹھنڈک
 ہمرا نور دیدہ غبارِ مدینہ
 معطر کئے دیتی ہے جان و دل کر
 ہوائے خوشِ مشکبَارِ مدینہ
 شریکِ نفس اے دل زار کر لے
 شفا ہے شفا ہے غبارِ مدینہ
 برستے ہیں دن رات انوار دل پر
 عجب ہے، عجب ہے جلوہ زارِ مدینہ

(خواجہ عزیز الحسن مجدوی)

ہر دم تَرَیْن

ملکِ سُرہ ۰۰۰۔ ملکِ سُرہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں
چھوڑا..... اور نہ وہ آپ سے
نا راض ہیں.....
ما وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا
قَلَى

مکہ مکرمہ کا سخت دور تھا..... ہر لمحہ

دشمن ہی دشمن تھے..... جبکہ دوست

بہت ہی کم..... اچانک ”وَحْي“ کا سلسلہ بھی بند ہو گیا..... پندرہ دن..... یا چالیس دن..... حضرت آقا مدنی

ؐ کے دل پر جو گذری وہ ألفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے..... ایک طرف مشرکین کے طعنے..... وہ حکمران

تھے، طاقتوں تھے..... اپنی مالداری اور تجارت کی وجہ سے خود کو کامیاب سمجھتے تھے..... پھر وہ اکثریت میں

تھے.....

آپؐ کی پریشانی..... بے چینی اور ظاہری بے بی کو دیکھ کر قہقہے لگانے لگے کہ.....

”(نَعُوذُ بِاللَّهِ) اس کے شیطان

نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے“

ان کے طعنے اور باتیں برداشت

کی جاسکتی تھیں..... اور آپؐ

برداشت فرماتے تھے مگر دل پر یہ

خطرہ، یہ خوف سوار ہو گیا کہ.....

کہیں محبوب حقیقی تو ناراض نہیں؟

محبوب نے باتیں فرمانا چھوڑ

دیں..... دل زخمی زخمی..... جو اللہ

تعالیٰ کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ



اللہ تعالیٰ سے اُسی قدر ڈرتا ہے..... اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بے نیازی کو سمجھتا ہے..... وہ مالکِ مختار ہے..... جو چاہے کرے..... وہ مالک ہے اور رب ہے..... عظیم قدرت والا..... عظیم طاقت والا..... وہ کسی کا پابند نہیں..... اور ہم اس کے عاجز بندے ہیں..... وہاں تو جریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چڑیا کی طرح کا نپتے ہیں.....

دل بے چین، خوف زدہ..... اور بے قرار..... آنکھیں بار بار آسمان کی طرف اٹھتیں اور اشک بار ہو جاتیں..... اسی خوف و بے چینی میں..... کچھ راتیں تجدبی نہ ہو سکی..... ہاں جو اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہو وہ اللہ تعالیٰ سے اُسی قدر زیادہ محبت رکھتا ہے..... اپنی جان سے بھی، بہت زیادہ محبت..... یہ دنیا کی عام محبت نہیں ہے کہ..... محبوب نے رُخ پھیرا تو بقول ایک شاعر یہ کہہ کر خود کو تسلی دے دی:

ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا
زندہ ہیں کتنے لوگ محبت کے بغیر
(قتیل شفائی)

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے تو..... ایک لمحہ ان کی ناراضی کی تاب نہیں رکھتے..... اور پھر حضرت آقا مدنی ﷺ جن کا خمیر ہی..... اللہ تعالیٰ کی محبت میں گوندھا گیا تھا..... کس طرح سے یہ جداگانہ برداشت فرماتے..... سارے غم ایک طرف..... یغم ان سب پر بھاری تھا..... اچانک آسمانوں کے دروازے کھلے اور رب تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا..... اے میرے محبوب! نہ ہم نے آپ کو چھوڑا ہے..... اور نہ ہم آپ سے ناراض ہوئے ہیں.....

مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

یہ پوری سورۃ مبارکہ..... ”سورۃ واصلحی“..... اعلانِ محبت ہے..... پیامِ محبت ہے..... جوابِ محبت ہے..... پیامِ محبت ہے..... اس میں زخمیوں کا مرہم ہے..... اس میں بشارتوں کی بارش ہے..... اس میں مکہ مکرمہ کی فتح اور مدینہ منورہ کی تسبیح کا اعلان ہے..... اس میں بڑے عظیم وعدے ہیں..... اے غم زدہ بھائیو! اور بہنو! اس سورۃ مبارکہ کو ایک بار سمجھ کر پڑھو..... تمہارے آنسو شکر کی مسکراہٹ میں ڈھل جائیں گے.....

محبت کے آنسو محبت کے صدمے
محبت کی تلخی محبت کے چشے

قرینے یہ سارے سکھاتا ہے ہم کو

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

☆.....☆.....☆

سبحان اللہ! کیسی سچی محبت تھی..... اور کیسا سچا غم..... عظیم شہنشاہ خود قسم کھا کر تسلی دے رہے ہیں.....
”والضُّحْيَ“..... قسم ہے چاشت کے وقت کی..... جب روشنی ہی روشنی ہوتی ہے..... ”وَاللَّيلِ إِذَا سَجَدَيْ“
، قسم ہے رات کے وقت کی جب وہ گہری ہو جائے..... اندھیرا ہی اندھیرا..... روشنی بھی ہم نے پیدا کی.....
اندھیرا بھی ہم نے پیدا فرمایا..... حضرت شاہ صاحب نے نکتہ اٹھایا کہ..... جس طرح یروں کائنات کو.....
روشنی کی بھی ضرورت ہے..... اندھیرے کی بھی..... روشنی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے..... اندھیرا بھی اللہ تعالیٰ
کی طرف سے..... تو اے پیارے محبوب..... انسان کے دل اور باطن میں بھی کبھی روشنی ہی روشنی
”والضُّحْيَ“..... اور کبھی گھٹاؤ پ اندھیرا..... ”واللَّيلِ إِذَا سَجَدَيْ“..... مگر دونوں حالتوں میں..... اللہ
تعالیٰ آپ کے ساتھ ہیں.....

مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلَى

آخر دل کو بھی تو..... کچھ آرام چاہیے..... کچھ تیاری چاہیے..... تازہ روشنی جذب کرنے کے لئے سکون کی
طااقت چاہیے..... ہاں روشنی میں مزہ آتا ہے..... اطمینان رہتا ہے..... اور اندھیرا بے چین کرتا ہے..... مگر
اندھیرا..... بھی ضروری ہے..... کچھ آرام بھی ضروری ہے..... شوق اور تڑپ بڑھ جاتی ہے..... روشنی کو محسوس
کرنے کی طاقت بڑھ جاتی ہے..... اور وہ دشمن جو خوشیاں منار ہے ہوتے ہیں..... ان کی خوشیاں اور حوصلے
خاک میں مل جاتے ہیں.....

وَحِی کا سلسلہ شروع ہو گیا..... مشرکین منہ دیکھتے رہ گئے..... ان کے دعوے مٹی میں مل گئے اور ان کے
طعنے..... خود ان کے دلوں میں پوسٹ ہو گئے.....

مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلَى

آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا..... اور نہ وہ آپ سے ناراض و بے زار ہے..... اب سنیں آگے کیا ہو

گ.....

وَ لَلآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى

آپ کی آخرت..... آپ کی دنیا سے بہت بہتر ہوگی..... آپ کی زندگی کا ہر اگلا دن پچھلے دن سے بہتر ہو گا..... آپ کی حیات مبارکہ کا ہر اگلا ملحہ پچھلے ملحہ سے بہت اعلیٰ ہو گا..... آپ کے ہر کام کا انجام اُس کے آغاز سے بہتر ہو گا..... اب آپ ہر دن، ہر لمحہ اور ہر سانس کے ساتھ ترقی کرتے چلے جائیں گے..... آپ کا دین ترقی کرتا چلا جائے گا..... آپ کے درجات بلند ہوتے چلے جائیں گے..... آپ کا علم بڑھتا چلا جائے گا..... آپ کی دعوت پھیلتی چلی جائے گی..... آپ کا مقام اونچا ہوتا چلا جائے گا..... آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب میں..... مزید ترقی ملتی چلی جائے گی..... یہاں تک کہ آپ سعادتِ عظیمی، شفاعتِ کبریٰ اور سلطنتِ عالیہ کے تاجدار بن کر..... مقامِ محمود اور مقامِ وسیلہ پر فائز ہوں گے.....

وَلَلَّا خِرَةُ خَيْرٍ لَكَ مِنِ الْأُولَى

آپ کی ہر اگلی منزل..... پچھلی منزل سے بہتر اور اونچی ہو گی.....

ترقی	ترقی	ترقی	ترقی
مدینہ	مدینہ	مدینہ	مدینہ

☆.....☆.....☆

تحوڑا ساغور فرمائیں..... یہ آیات کب اور کہاں نازل ہو رہی ہیں؟..... اس وقت حالات کیا تھے؟ مکہ مکرمہ کا ابتدائی دور تھا..... چند افراد ہی..... آپ ﷺ کے ساتھ تھے..... آپھے اور روشن مستقبل کا دور دور تک کوئی نشان..... کوئی امکان نہیں تھا..... مگر قسم کھا کر اعلانِ محبت ہو رہا تھا کہ.....

وَلَلَّا خِرَةُ خَيْرٍ لَكَ مِنِ الْأُولَى

آگے خیر ہی خیر ہے..... مشرکین کہاں جائیں گے؟..... ان کی طاقت اور دشمنی کا کیا بنے گا؟ ابھی اہل ایمان کو پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی..... کعبہ شریف بتوں سے بھرا پڑا ہے..... جو کوئی بھی..... ایمان لاتا ہے..... بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے..... مگر اعلان ہو رہا ہے کہ

وَلَلَّا خِرَةُ خَيْرٍ لَكَ مِنِ الْأُولَى

آگے ترقی ہی ترقی ہے..... کامیابی ہی کامیابی ہے..... عزت ہی عزت ہے..... خوشحالی ہی خوشحالی ہے..... اس مختصری آیت مبارکہ میں..... وہیں اسلام کی صداقت کے بے شمار دلائل بھرے پڑے ہیں..... اس ایک جملے میں..... قیامت تک کے لئے رہنمائی موجود ہے.....

وَلَلآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى

جو لوگ ایک ”مودی“ اور ایک ”ٹرمپ“ سے پریشان ہو کر..... اپنا دین بد لئے لگتے ہیں..... جو لوگ امریکہ اور یورپ کی طاقت دیکھ کر..... دل چھوڑ بیٹھتے ہیں..... وہ غور کیوں نہیں کرتے کہ..... یہ آیت مبارکہ کب اور کن حالات میں نازل ہوئی..... اور پھر اس میں کیا گیا وعدہ کیسے سچا ہوا..... اور کس طرح سچا ہو رہا ہے..... اور قیامت تک سچا ہوتا رہے گا..... میرے آقا ﷺ کی شان کس طرح سے بلند ہوتی گئی..... آپ ﷺ کا دین کس طرح پھیلتا چلا گیا..... آپ ﷺ کا نام کس طرح سے..... پورے عالم میں گنجائی..... اور آپ ﷺ کے جاثوروں نے کس طرح سے سمندروں، پہاڑوں اور صحراؤں پر..... دینِ محمد ﷺ کے جھنڈے گاڑے..... ہاں کبھی روشنی بڑھ جاتی ہے..... والضھی..... تب وہ ہر کسی کو نظر آتی ہے، محسوس ہوتی ہے..... لیکن کبھی وقتی اندر ہر ابھی چھا جاتا ہے..... اہل ایمان، اہل استقامت اس اندر ہرے میں..... خود کوئی روشنی، نئی صحیح کے لئے تیار کرتے ہیں..... مگر مايوں نہیں ہوتے..... ناکامی کوئی عیب نہیں..... کوئی گناہ نہیں..... مگر مايوسی کبیرہ گناہ ہے..... کفر تک پہنچانے والا گناہ..... آج کل کے حالات پر یہ چند اشعار صادق آتے ہیں.....

چھینا ہے سکون دہر کا ارباب خرد نے
ہیں اہل جنوں موردِ إِلَزَامِ ابھی تک
واماًنَدَةَ منزل ہے جو اے راہرو شوق
شاید ہے ترا ذوقِ طلبِ خام ابھی تک
اس دور سکون سوز و پُر آشوب میں اے دوست
مايوں نہیں ہے دلِ ناکام ابھی تک

ایک مسلمان ظاہری طور پر..... کفر کے مقابلے میں ناکام بھی ہو جائے تو بھی اس کے لئے مايوسی کی گنجائش نہیں..... جبکہ ہماری کمزوری پر..... اللہ تعالیٰ کا فضل اتنا ہے کہ..... ماشاء اللہ دور دور تک ناکامی کا نام نہیں ہے..... ناکام تو وہ دشمن ہو رہے ہیں جو..... اربوں کھربوں ڈال رخراج کر کے بھی..... آفغانستان فتح نہ کر سکے..... اور آج وہاں سے ذلیل ہو کر نکل رہے ہیں..... ناکام تو وہ مودی ہو رہے ہیں جو..... کشمیر میں نولا کھ فوج داخل کر کے بھی..... مٹھی بھر مجاہدین کے خوف سے کانپ رہے ہیں..... اور کرفیو ہٹانے کی ہمت تک نہیں پار رہے..... ناکام تو وہ ادارے اور ملک ہو رہے ہیں جنہوں نے..... اربوں ڈال رجہاد کا نام مٹانے پر لگا دیئے

مگر..... ہر چند دن بعد دُنیا کے کسی خطے میں الجہاد الجہاد کے نظرے گو نجتے لگتے ہیں ناکام تزوہ ذلیل
دشمن ہورہے ہیں جنہوں نے خاکے بنائے گستاخیاں کر کے حضرت آقامدنی ﷺ کا نام مٹانا چاہا
مگر آج بھی دنیا میں سب سے مقبول نام، محبوب نام ”محمد“ ہے اور ہر دن بلا مبالغہ سینکڑوں نئے افراد
حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں داخل ہورہے ہیں دین بد لئے وا لے، ما یوسیاں پھیلانے وا لے اور مسلمانوں
کو غلامی کا درس دینے وا لے اب تو اپنی ناکامی پر ڈوب مریں کہ الحمد للہ آج بھی فدائی مجاہدین کی
تعداد میں ہر آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے

.....☆.....☆.....☆

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں..... بہت عجیب اور دلکش نکتے ہیں

وَلَلّا خِرَةٌ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ

آج اسی آیت مبارکہ کی تفسیر لکھنے بیٹھا تھا..... مگر ابھی تک تفسیر شروع ہوئی نہیں اور تمہید میں کالم کی جگہ پوری ہونے کو ہے..... اکثر مفسرین حضرات کے نزدیک آخرت سے مراد آخرت کی زندگی ہے..... اور ”اویٰ“ سے مراد دنیا کی زندگی ہے..... اگر یہ مطلب لیا جائے تو اس میں تسلی اور بشارت کا ایک عجیب رنگ ہے..... موت کی حقیقت، موت کی لذت، موت کے بعد برزخ کی وسعت اور ترقی اور آخرت کے مناظر موت کو ہی آج سب سے بڑا ڈر، سب سے بڑا خوف اور سب سے بڑی دھمکی بنایا جاتا ہے..... یہ آیت مبارکہ اس خوف اور وسو سے کو تواریخی ہے..... حضرت محمد ﷺ اور آپ کے سچے غلاموں کے لئے موت ایک بڑا تھغہ اور اصل خیر کا دروازہ ہے.....

اور جو مفسرین.....”آخرت“ سے مراد آگے کا وقت اور ”الاولی“ سے مراد پچھلا وقت لیتے ہیں تو.....تسلي
اور بشارت کا ایک الگ رنگ اور میدان اس میں نظر آتا ہے.....اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے کالم میں اس
آیت مبارکہ کی تفسیر پیش کرنے کی کوشش ہو گئی ان شاء اللہ
اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی محبت کو محسوس کرو.....جب حضرت محمد ﷺ کے لئے خیر ہی خیر ہے تو پھر.....ان
کے دامن سے واپسیتے ہونے میں ہی خیر اور بھلائی ملے گی.....

اے غمزہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھو سمجھو..... آج ہی کسی مستند تفسیر میں ”سورۃ الْضَّحْیٰ“ کی تفسیر پڑھ لو..... پھر اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھو اور ان کا شکر ادا کرو..... جو مایوسی اور کمزوری ہے اسے ”استغفار“ سے دور کرو..... اور پھر حضورِ اقدس ﷺ پر ”صلوٰۃ وسلام“ کی کثرت کو اپنا معمول بناؤ..... زندگی خیر، نور اور کامیابی سے بھر جائے گی..... ان شاء اللہ تعالیٰ

غمون	کا	مداوا	مدینہ	مدینہ	مدینہ
ہر	د	ترقی	مدینہ	مدینہ	مدینہ

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللهم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کشیرا
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ



بقیہ:] نقراہ کو شرمند نہ کریں [

حضرت بلاںؒ نے حکم کی تعلیم کی اور چالیس درہم سے کچھ اور رقم حضرت جابرؓ کے حوالے کر دی۔ حضرت جابرؓ نے رقم لی اور یہ سوچتے ہوئے واپس ہوئے کہ اب ان پیسوں کا مصرف کیا ہو۔ نیا اونٹ خریدا جائے یا گھر کا سامان لیا جائے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے بلاںؒ سے کہا کہ یہ اونٹ پکڑو اور جابرؓ کو دے آؤ۔ بلاںؒ نے اونٹ کی باغ تھامی اور حضرت جابرؓ کی طرف چل پڑے۔ حضرت جابرؓ نے حضرت بلاںؒ کو اونٹ کے ساتھ آتے دیکھا تو حیران ہوئے کہ کیا سودا ختم کر دیا گیا ہے۔

حضرت بلاںؒ نے آتے ہی کہا: جابرؓ! اونٹ لے لیجئے۔ حضرت جابرؓ نے حیرت سے پوچھا: کیا ہوا؟

حضرت بلاںؒ نے جواب دیا: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اونٹ آپ کو دے آؤ اور اس کی قیمت بھی آپ اپنے پاس رکھیے۔“ یہ سن کر حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے۔ آپ کو اونٹ کی ضرورت نہیں؟“ رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ”تم کیا سمجھتے ہو، میں نے تم سے بھاؤ تاؤ اس لیے کیا تھا کہ تمہارا اونٹ حاصل کرلوں؟“ (مسلم)

ہر ایک سے اُس کے مناسب حال گفتگو کرنا سنت نبوی ہے۔ صدقہ و خیرات اس طرح کریں کہ لینے

والوں کو شرمندگی محسوس نہ ہو۔

”کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“ (الانعام)

اخلاص شہر

ہمارے نزدیک کسی اچھے آدمی کی پہلی تعریف یہ ہے کہ فلاں بہت مخلص شخص ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک کامل مومن کی آخری درجے کی تعریف اس کا مخلص ہونا ہے.....

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي (آل آیۃ)

عبادت، قربانی اور پوری زندگی اور پھر موت..... ان سب چیزوں کا اللہ رب العزت کے لئے

ہونا..... یعنی نفسانیت

کے شابے سے پاک

ہونا..... یہ ہے اخلاص

کامل اور یہ کتنے لوگوں کو

نصیب ہوتا ہے؟.....

عبادت اور نیت

میں اخلاص نصیب ہو

بھی جائے تو ”

مَحْيَاَيَ، یعنی پوری

زندگی کا اللہ کے لئے ہو جانا کارے دارد..... کھانا، پینا، سونا، جا گنا، شہوات کا پورا کرنا، ضروریاتِ زندگی کا بجالا نایہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے..... یہ مقام تو آتے آتے ہی آئے گا.....

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص دریا کے کنارے آ کر کھڑا تھا۔ پار جانا لازم تھا مگر کوئی کشتی نظر نہ آئی..... دریا کے قریب ایک جھونپڑی دیکھی تو اس میں چلا گیا..... دیکھا ایک بزرگ تشریف فرماء ہیں..... اہل و اولاد بھی ساتھ ہیں..... دل میں خیال آیا کہ کوئی ”ولی اللہ“ ہیں..... اصرار کروں تو مسئلہ حل ہو جائے گا..... مصر ہوا کہ کسی بھی طرح دریا پار کرادیں..... بزرگ نے جب دیکھا کہ ملنے والا نہیں تو اسے فرمایا کہ دریا کے کنارے پر جا کر کہو: ”جس شخص نے نہ زندگی بھر کچھ کھایا پیا، نہ بیوی سے قربت کی وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے راستہ دے دو“..... اس شخص نے دریا پر جا کر یہ بات کہی..... دریا میں راستہ بن گیا اور وہ پار ہو گیا..... بزرگ کی بیوی ان کے سر ہوئی کہ آپ نے یہ بات کیسے کہی..... کھاتے پیتے بھی ہیں اور اولاد بھی ہے..... بزرگ نے فرمایا کہ یہ سب اپنی ذات کے لئے کرتا تو کھانا پینا اور قضائے شہوت کھلاتا..... جب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہوں تو یہ سب بھی عبادت ہے، اس لئے جو کہا درست کہا.....

○.....○.....○

ایمان لانے سے جتنے افعال کی ادائیگی بھی ہم پر لازم ہوئی یا جن اعمال کا کرنا ثواب ٹھہرا..... ان کی عند اللہ مقبولیت کی چابی، ”اخلاصِ نیت“ ہے.....

کہ ان اعمال کے وقت نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کی ہو..... دنیا کی کوئی غرض شامل نہ ہو..... نہ لوگوں کو دکھانا اور نہ اس عمل کی شہرت پانا.....

نیت میں کسی اور کو شریک کرنا، ”شُرک“ سے تعبیر کیا گیا..... شرکِ خفی.....

”جو شخص اپنے رب سے ملاقات پر یقین رکھتا ہو (اسے چاہیے) کہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے“ (الکھف)
علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

اس آیت میں جس شُرک سے منع کیا گیا ہے وہ ”ریا“ ہے کہ نیک اعمال میں رضاۓ الہی کے علاوہ

دنیاوی غرض کو شامل کرے.....

طاوس تابعی نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! میں بعض اوقات کسی نیک کام کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضاۓ حاصل کرنا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ دل میں خواہش ہوتی ہے کہ لوگ میرے اس عمل کو دیکھیں..... آپ نے یہ سن کر خاموشی اختیار فرمائی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

بے شک معمولی سا ”ریاء“ بھی شرک ہے۔ (ابن ماجہ)

اور مقبول عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف وہی ہے جو خالص ان کی رضاۓ کے لئے کیا جائے.....

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اعمال میں سے صرف اُسی کو قبول فرماتے ہیں جو خالص اُسی کے لئے ہو اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مطلوب ہو (نسائی)

○.....○.....○

نیت اور عمل میں ”اخلاص“ کیا ہے؟

ملاحظہ فرمائیے! امام غزالیؒ کی ایک تقریر کا خلاصہ!

”کسی عمل کے کرنے سے پہلے جو نیت کی گئی وہ صرف ایک ہی ہے تو وہ عمل ”خالص“ ہے یعنی اخلاص والا ہے اور اگر نیتیں دو ہو گئیں تو اخلاص نہ رہا۔“ - مثلًا ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضاۓ کے لئے روزہ رکھے اور ساتھ یہ خیال بھی ہو کہ کھانے پینے کے پرہیز سے صحت بہتر ہو جائے گی۔ یہ نیت دل میں لانا اور اسکو عمل کا باعث بنانا بھی اخلاص کے منافی ہے۔

کچھ آگے فرماتے ہیں:

”اخلاص سے زیادہ سخت چیز کوئی نہیں، اگر ساری عمر میں ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہوتا بھی نجات کی امید ہے۔ فی الحقيقة بشریت کی صفات اور أغراض سے ایک کام کو خالص اور صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسا گوبرا اور خون کے درمیان سے دودھ کا نکالنا،“ - (کیمیاۓ سعادت تسهیل)

○.....○.....○

لوگوں کو دکھانے کی نیت سے عمل کرنا جس طرح ریاء ہے اسی طرح لوگوں کے دکھاوے کے خوف سے عمل کا بالکل ترک کر دینا بھی ریاء ہے.....
وہاں عمل کرنا مخلوق کی وجہ سے تھا اور یہاں عمل کا چھوڑنا مخلوق کی وجہ سے..... اور یہ دونوں اخلاص کے منافی ہیں.....

شیطان اس راہ سے بھی حملہ آور ہوتا ہے اور عمل سے دور کر دیتا ہے.....
بندہ عمل کے وقت اپنی نیت خالص کرے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضاۓ کے لئے کرتا ہوں اور عمل میں لگ جائے..... بعد میں وساوس آئیں کہ لوگ دیکھتے ہیں یا کچھ اور تو پرواہ نہ کرے اور حتی الامکان اپنے دل کو خود قابو میں رکھے.....

اگر اس وجہ سے عمل ترک کر دیا تو بھی خسارے کا کام کیا..... ہاں جن کاموں کا اخفاء ممکن ہے ان میں اخفاء کا اہتمام کر لے، ترک نہ کرے.....
عادٹ اللہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیا ہوا عمل خود ظاہر ہو جاتا ہے..... مخلوق تک پہنچ جاتا ہے اور عمل کرنے والے کی شہرت ہو جاتی ہے..... ایسا بلا نیت ہو جاتا ہے یہ نہ ریاء ہے اور نہ اس سے عمل ضائع ہوتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: ایسے شخص کے بارے میں فرمائیئے جو نیک عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (کیا اسے نیک عمل کا ثواب ملے گا؟)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو مومن کو جلد ملنے والی بشارت ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کوئی شخص اگر کسی ایسی غار میں بیٹھ کر عمل کرے جس کا نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ سوراخ..... وہ عمل لوگوں پر ظاہر ہو کر رہے گا جو بھی ہو (بیہقی)

جب اس عمل کا ظاہر ہونا یقینی ہے تو انسان کیوں اپنی نیت میں اس کو شامل کر کے اپنا اجر کھوٹا کرے؟



ہے نا بے وقوفی کی بات.....

○.....○.....○

”مخلصین“ اور ”اخلاص“ کا بیان قرآن مجید میں.....

ترجمہ: ہاں جس نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ملتا ہے۔ ایسے لوگوں پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (البقرۃ ۱۱۲)

ترجمہ: جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو، ہم اس کے لیے اس کھیتی میں برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہوا سے (بقدرِ مناسب) دنیا میں دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہو گا (الشوری ۲۰)

ترجمہ: اور اللہ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور جو شخص دنیا میں بدله چاہے گا ہم اسے دنیا ہی میں دے دینگے اور جو آخرت میں بدله چاہے گا ہم اسے آخرت ہی میں دینگے اور ہم شکر گزاروں کو جزادیں گے (آل عمران ۱۲۵)

ترجمہ: اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیز گاری اس کے ہاں پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر دیا تا کہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنادو (الحج ۳۷)

چند احادیث مبارکہ مضمون میں ذکر ہو چکیں چند مزید ملاحظہ ہوں

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں (مسلم)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سارے اعمال کا دار و مدار نیتوں ہی پر ہے اور آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نیت کی ہو گی۔ (بخاری)

(۳) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”میں شرک سے سب سے زیادہ غنی ہوں۔ جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا پس میں اس کے اس عمل سے بری ہوں، وہ عمل اسی شریک کے لئے ہے اور اس کا ثواب اسی

سے طلب کرے (صحیح ابن خزیمہ)

(۴) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی دعاوں، نمازوں اور اخلاص کی بدولت فرماتے ہیں (نسائی)

(۵) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مخلصین کے لئے خوشخبری ہے۔ وہ اندھیروں میں چراغ ہیں اور ان کی وجہ سے سخت فتنے دور ہو جاتے ہیں (لیہقی)

(۶) ایک شخص نے پکار کر پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان اخلاص ہے (لیہقی)

(۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں جن کی بدولت مومن کا دل کینہ اور خیانت سے پاک رہتا ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے عمل کو خالص کرنا (۲) حاکموں کی خیرخواہی کرنا (۳) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا کیونکہ جماعت کے ساتھ رہنے والوں کو جماعت کے لوگوں کی دعائیں ہر طرف سے گھیرے رہتی ہیں (ابن حبان)

اخلاص کے بارے میں سلف صالحین کے چند اقوال

سہل بن عبد اللہ فرماتے ہیں: نفس پر اخلاص سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں کیونکہ نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں.....

یوسف بن حسین فرماتے ہیں: دنیا میں سب سے مشکل چیز اخلاص کا حصول ہے۔ ہم اپنے دلوں سے ریاء کو دور کرنے کی جتنی محنت کرتے ہیں وہ نت نئی شکلوں میں پیدا ہوتا رہتا ہے.....

ابن قیم فرماتے ہیں: بغیر اخلاص اور اتباع سنت کے عمل کی مثال فضول بوجھ کی سی ہے جو تھکا تاتو ہے مگر فائدہ نہیں دیتا۔





حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ غزوہ احمد میں ان کے والد نو بیٹیاں چھوڑ کر شہید ہو گئے جن کا حضرت جابرؓ کے سوا کوئی کفیل نہیں تھا۔ والد حضرت عبد اللہؓ کے ذمے بہت سا قرض بھی تھا جواب ان کے نوجوان بیٹے جابر کو ادا کرنا تھا۔ حضرت جابرؓ ہمیشہ قرض کی ادائیگی اور بہنوں کی پورش کے بارے میں پریشان اور فکر مندر ہتھے تھے۔ قرض خواہان نے صبح شام کے مطالبوں سے ناک میں دم کر کھا تھا۔

مسلمان نبی کریم ﷺ کی معیت میں غزوہ ذات الرقائع کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ وہ غربت کے مارے ایک انتہائی لا غراؤنٹ پر سوار تھے جو چلنے سے انکاری تھا۔ سب لوگ ان سے آگے نکل گئے اور وہ قافلے کے آخر میں رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ آپ قافلے کے پیچھے پیچھے آیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت جابرؓ کا رینگتا اونٹ نظر آیا تو ان کے قریب گئے اور دریافت فرمایا: ”جابر! کیا بات ہے؟“

”اللہ کے رسول! میرا اونٹ پیچھے رہ گیا ہے۔“ جابرؓ نے قدرے افسوس سے جواب دیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اچھا، ذرا اسے بٹھادو۔“

انہوں نے اونٹ بٹھادیا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی اونٹی اس کے قریب بٹھادی۔

آپ نے جابرؓ سے مخاطب ہو کر کہا: ”ذرًا پی لালھی دینا۔“

انہوں نے لالھی پکڑا دی۔ آپ نے لالھی سے اونٹ کو چند ملکی ضربیں لگائیں۔

اونٹ جو ابھی تھوڑی دیر پہلے چلنے سے عاری تھا، اچھل کر کھڑا ہوا اور بھاگنے لگا۔ اُس کے انگ انگ میں چستی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگ کر اُس کی گردان سے لٹکے اور سوار ہو گئے۔ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور خوشی سے چھولنہیں سما تے تھے کہ ان کا کمزور بے فائدہ اونٹ پہلے کی طرح تیز رفتار ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت جابرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور چاہا کہ کوئی بات چھیڑیں۔ جابر عنقولاں شباب میں تھا اور جوانی کے تفکرات عموماً شادی اور معاش کے گرد گھومتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہیں سے گفتگو کا آغاز کیا اور پوچھا:

”جابر! شادی کی؟“ ”بھی ہاں۔“ جابرؓ نے مسکرا کر جواب دیا

آپ نے دریافت کیا: ”کنواری ہے یا شادی شدہ؟“ ”شادی شدہ ہے۔“

نبی کریم ﷺ کو تعجب ہوا کہ نوجوان کنوار آدمی پہلی شادی کے لیے عام طور پر کنواری عورت ہی چاہتا ہے۔ آپ نے ملائحت سے کہا:

”بھلا کنواری عورت سے شادی کرتے جو تم سے کھیلتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے!“ (بخاری)

حضرت جابرؓ نے وجہ بیان کرتے ہوئے کہا: ”اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ تو جانتے ہیں کہ میرے والد غزوہ احمد میں نوبیٹیاں چھوڑ کر شہید ہو گئے ہیں جن کا میرے سوا کوئی کفیل نہیں۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ انہیں کی ہم عمر کسی نوجوان لڑکی سے شادی کرلوں اور وہ سارا سارا دن آپس میں لڑتی جھگڑتی رہا کریں، اس لیے میں نے بڑی عمر کی عورت سے شادی کی ہے جو ماں کی طرح میری بہنوں کو سنبھالے گی، ان کی گنگہ می پڑی کرے گی اور انہیں صاف ستھرار کھے گی۔“

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے رو برو ایک ایسا نوجوان کھڑا ہے جس نے صرف اپنی بہنوں کی خاطر جوانی کے پُر کیف جذبات کی قربانی دی۔ آپ نے حضرت جابرؓ سے دل لگی کرتے ہوئے کہا:

”شاید ہم مدینے کے قریب پہنچ کر صرار میں پڑاؤ کریں اور تمہاری بیوی کو ہماری آمد کی خبر ہو اور وہ تمہارے لیے تکیے سجا کر رکھے۔“

حضرت جابرؓ پنی اور اپنی بہنوں کی ناداری یاد آئی۔ انہوں نے فوراً کہا: ”تکیے! اے اللہ کے رسول! واللہ! ہمارے پاس تو کوئی تکیے نہیں۔“

آپ ﷺ نے جواب دیا: ”ان شاء اللہ! تم لوگوں کے پاس تکیے ہوں گے۔“

وہ دونوں چلتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مالی مدد کرنا چاہی۔ آپ نے ایک بار پھر انہیں مخاطب

کیا اور فرمایا: ”جابر! اپنا اونٹ مجھے بیچتے ہو؟“

حضرت جابرؓ سوچ میں پڑ گئے کہ یہ اونٹ اُن کا کل سرما یہ ہے۔ پہلے تو یہ لا غر تھا لیکن اب قوی اور مضبوط ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے یہ بھی سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کے مطالبے کو رد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ انہوں نے جواباً کہا: ”اے اللہ کے رسول! ٹھیک ہے۔ بتائیے اسے کتنے میں خریدیں گے آپ؟“

رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”ایک درہم میں۔“

حضرت جابرؓ نے حیران ہو کر پوچھا: ”صرف ایک درہم! یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے گھائی میں ڈالنا چاہتے ہیں؟“

رسول اللہ ﷺ نے بولی بڑھائی: ”چلو، دو درہم میں۔“ ”نہیں، اے اللہ کے رسول! یوں میں خسارے میں رہوں گا۔“

رسول اللہ ﷺ قیمت بڑھاتے رہے حتیٰ کہ بات چالیس درہم تک جا پہنچی۔

حضرت جابرؓ نے مطمئن ہو کر کہا: ”اب ٹھیک ہے لیکن ایک شرط ہے کہ میں مدینہ پہنچنے تک اونٹ پر سوار رہوں گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔

مسلمانوں کا قافلہ مدینہ پہنچا تو جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے اور اونٹ سے سامان اتارنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے مسجد گئے اور اونٹ مسجد کے قریب ہی باندھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد باہر تشریف لائے تو حضرت جابرؓ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! یہ رہا آپ کا اونٹ۔“

آپ ﷺ نے حضرت بلاں رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ”جابر! گوچالیس درہم سے کچھ اوپر دے دو۔“ (مسند احمد)

چاراً حکم استغفار

(۱) اللہُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ
بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
اے اللہ، آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے مجھے پیدا کیا اور میں آپ کا ہی بندہ
ہوں، اور میں اپنی وسعت کے بقدر آپ کے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے کیے ہوئے کاموں کے شر سے
آپ کی پناہ میں آتا ہوں، میں خود پر آپ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں، اور میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں،
پس آپ مجھے بخش دیجئے، کیونکہ آپ ہی گناہوں کو بخشنے والے ہیں۔

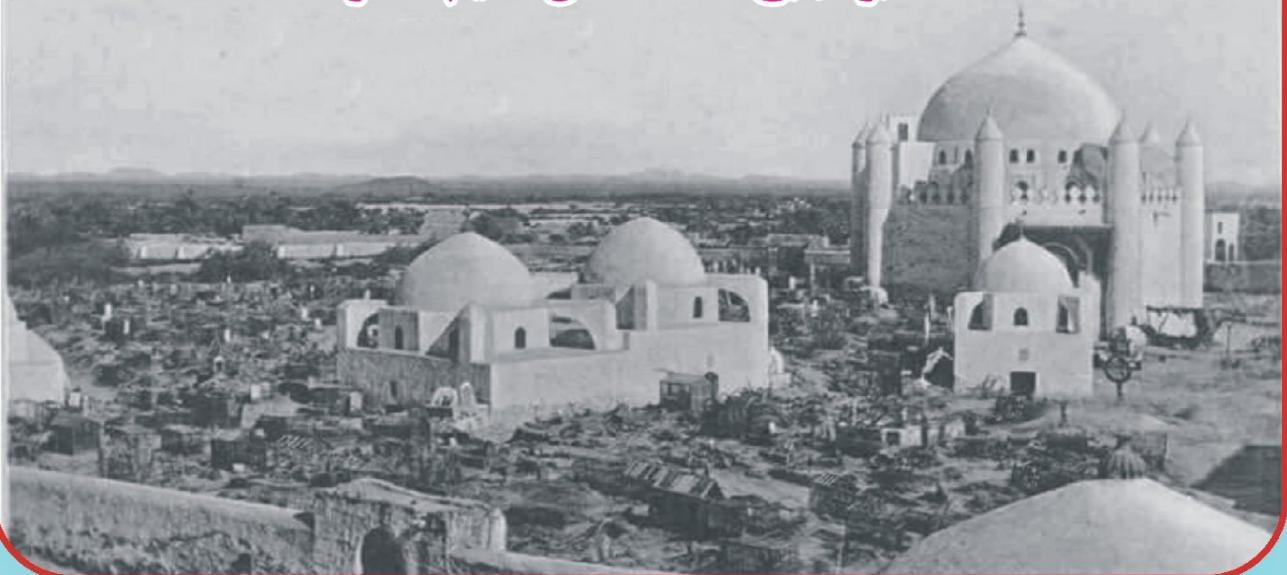
(۲) أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُومُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ
میں مغفرت مانگتا ہوں اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ہمیشہ سے زندہ اور ہر چیز کو تھامنے والا ہے، اور
میں اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

(۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثِبْتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے گناہوں اور ہمارے اپنے کاموں میں ہماری اپنی زیادتی کو معاف فرماء،
اور ہمارے قدموں کا جمادے اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد فرماء۔

(۴) اللہُمَّ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيِّ وَلِأَهْلِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اے اللہ میرے رب! مجھے، میرے والدین کو، میرے گھر والوں کو، تمام ایمان والے مردوں اور عورتوں کو اور
تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو مغفرت عطا فرمادیجئے۔

مقبرہ بقیع کا 130 سال قدیم منظر



مدینہ منورہ شہر کی قدیم تصویر (1913ء)



مسجد نبوي ﷺ (1908ء)

